علامہ جلال الدین دوانی

اور

اس کے فارسی رسائل

از

ڈاکٹر ظہور الدین احمد

کلیہ علوم اسلامیہ و ادبیات شرقیہ جامعہ پنجاب کے

سہ ماہی مجلہ تحقیق

کا

جامعہ پنجاب کی صد سالہ تقریبات

کے سلسلے میں

خصوصی شمارہ

جس میں کلیہ کے تمام شعبوں سے متعلق تحقیقی مقالات شامل ہیں

مدیر :
ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک

ملنے کا پتہ :
ڈین ، کلیۂ علوم اسلامیہ و ادبیات شرقیہ
جامعہ پنجاب ، اولڈ کیمپس ، لاہور (پاکستان)

ڈاکٹر ظہور الدین احمد*

علامہ جلال الدین دوانی

اور

اس کے فارسی رسائل

جلال الدین لقب ہے ۔ اصل نام محمد ۔ باپ کا نام اسعد الدین ۔ عموماً ان کا نسب نامہ یوں لکھا گیا ہے[۱] :

جلال الدین محمد بن اسعد الدین بن محمد بن عبدالرحیم بن علی الصدیقی الدوانی۔ کازرون شہر کے قصبہ دوان میں پیدا ہوئے ۔ ان کے والد اسعد الدین اپنے زمانے کے عالم شخص تھے اور محقق محمد شریف جرجانی کے شاگرد تھے ۔ وہ شعر بھی موزوں کر لیتے تھے ۔ دوانی نے اپنی تالیف 'شرح غزل حافظ' میں ان کے مندرجہ ذیل دو شعر نقل کیے ہیں :

بر جمال دلبر ما نور عزت شد حجاب
زان تجلی در نقاب لن ترانی میکند
گشت پیدا در دل اسعد خیال یار و او
با جمالش روز و شب عیش نہانی میکند[۲]

وہ دوان میں قاضی کے فرایض انجام دیتے رہے ۔

جلال الدین ۸۳۰ھ میں پیدا ہوئے[۳] ۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی ۔ جوان ہوئے تو غور و فکر کرنے اور مسائل پر تحقیق کرنے کے لیے تنہائی میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر حسین مناظر کے روبرو بیٹھے رہتے ۔ وہ مزید

*سابق صدر شعبہ فارسی گورنمنٹ کالج ، لاہور ۔

۱ - الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ، آقا بزرگ .... تہران ۱۳۵۶ھ ، ج ۲ ، ص ۴۰۷ ۔

۲- شرح غزل حافظ

۳- تحفہ سامی ، سام مرزا ، تہران ، ۱۳۱۴ ، ص ۴۸ - ۴۹ ۔

تحصیل علم کے لیے شیراز گئے جو علم و دانش کا بڑا مرکز تھا۔ شروع شروع میں ان کے دن تنگدستی میں گذرے۔ وہ مسجد عتیق شیراز میں کھڑے ہو کر چراغ کی روشنی میں مطالعہ کرتے تھے۔ ان کے اساتذہ میں شیراز کے متدرجہ ذیل نامور استاد شامل تھے۔[1]

محی الدین کو شکناری، سعد بن عبادہ کے اخلاف میں سے تھے
همام الدین گلباری مؤلف شرح طوالع
شیخ صفی الدین ایجی . قوام الدین کربالی

روضات الجنات میں لکھا ہے کہ جلال الدین دوانی سید شریف جرجانی کے شاگرد تھے لیکن یہ صحیح نہیں - سید شریف ۸۱۶ھ میں فوت ہوئے اور جلال الدین ۸۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ البتہ جلال الدین کے اساتذہ میں اسعد الدین اسعد، همام الدین گلباری اور حسن بقال، سید شریف کے شاگرد تھے۔ اس طرح وہ ان کے شاگردوں کے شاگرد ہو سکتے ہیں[2]

جلال الدین نے تعلیم سے فراغت کے بعد خود درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ عراقین، روم، اران، آذر بائیجان، هرموز، کرمان، طبرستان، جرجان، اور خراسان سے طلبہ تحصیل علم کے لیے ان کے درس میں شریک ہوتے تھے۔

قرا قوینلو یوسف بن جہانشاہ[3] نے انہیں عہدۂ صدارت پر فائز کیا لیکن وہ کچھ عرصہ کے بعد استعفاء دے کر مدرسہ بیگم دارالایتام میں درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

سلطان یعقوب بایندری[4] آق قوینلو نے انہیں اپنے دارالسلطنت تبریز میں بلایا۔ ان کے همراہ ان کے شاگرد کمال الدین حسین یزدی میبدی[5] بھی تھے۔ سلطان نے جلال الدین کو فارس کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ بادشاہ کے حضور دربار میں شیخ ابو اسحاق تبریزی کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ کمال میبدی نے اپنے استاد کی حمایت میں دلایل دے کر بحث میں غلبہ پایا۔ جلال الدین کی فرمایش پر سلطان

۱- حبیب السیر، جز و چہارم، جلد سوم، ص ۱۱۱ - ۱۱۲؛ فوائد الرضویه فی احوال علماء المذهب الجعفریه، عباس قمی، ص ۸۱ - ۸۲ -

۲- روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات، محمد باقر، تهران، ص ۱۶۳ -

۳- ۴- دیکھیے، دوانی کے معاصر سلاطین

۵- دیکھیے، دوانی کے معاصر علما

نے اسے یزد اور اس کے مضافات کا قاضی مقرر کیا ۔

جلال الدین عراق عرب بھی گئے ۔ نجف میں ٹھہرے ۔ شرف الدین قتال کی فرمایش پر حکمت اشراقیان پر درس دیا اور رسالہ زورا تصنیف کیا ۔

وہ ھرات بھی گئے ۔ گیلان کا سفر بھی کیا ۔ چند علماء کی فرمایش پر رسالہ اثبات‌الواجب لکھا ۔ کاشان میں طلبہ کی خواھش پر رسالہ 'خلق الاعمال' تالیف کیا ۔

علی دوانی نے لکھا ہے[1] کہ وہ ھندوستان بھی گئے اور وھاں کے سلاطین و امراء کے نام کتابیں منسوب کیں اور مال و زر جمع کیا ۔ لیکن ان کا ھندوستان جانا مسلم نہیں ۔ ھاں انھوں نے کتابیں ضرور سلاطین ھند کے نام منسوب کی ہیں ۔ رسالہ انموذج العلوم سلطان محمود گجراتی[2] کے لیے لکھا اور میر شمس الدین محمد بن سید جعفر کی وساطت سے بھجوایا ۔ رسالہ در خواص الحروف سلطان غیاث الدین شاہ[3] کے نام منسوب کیا اور جمال الدین نصر اللہ کے ھمراہ بھیجا ۔ رسالہ در تعریف علم کلام میر محب اللہ کے لیے تالیف کیا اور اسے ھندوستان بھیجا ۔

دوانی ۹۰۸ھ تک شیراز میں مقیم رہے ۔

رحیم زادہ صفوی کا بیان ہے کہ :

"۹۰۷ھ میں تبریز فتح ھوا ۔ تبریز میں لوگ آدھے شیعہ تھے آدھے اھل سنت لیکن تمام شرعی امور علمائے اھل سنت کے ھاتھ میں تھے ۔ عام طور پر قاضی، مفتی، خطیب اور امام حنفی یا شافعی سنیوں سے منتخب ھوتے تھے ۔ سلطان یعقوب اور اس کے بعد بایندری سلاطین ھمیشہ یہ عہدہ دار اھل سنت طبقہ سے مقرر کرتے تھے لیکن شاہ اسماعیل صفوی نے حکم دیا کہ خطبہ اھل تشیع کے مطابق دیا جائے ۔ خطیب نے انکار کیا تو خادم بیگ خلفا نے اپنے ھاتھ سے اس کی گردن اڑا دی ۔ دوسرے خطبا میں خوف و ھراس پھیل گیا ۔ ان میں سے کچھ چھپ گئے یا غائب ہوگئے ۔ بعض نے ازروی عقل اس طرح استدلال کیا ۔ ھماری روایات میں اھل بیت کی تعظیم واجب ہے اور رسول خدا کا فرمان بھی ہے، اس لیے کوئی وجہ نہیں کہ ھم خواہ مخواہ تکلیف اٹھائیں ۔ ھم نے ساری عمر علم و دانش کے لیے صرف کی ہے ۔ اب کیوں چند جاھل ان پڑھ اعراب کی خاطر اپنی جان سے

۱- شرح زندگانی جلال الدین دوانی، قم،

۲- مجالس المومنین، نور اللہ شوستری، تھران، ص ۳۴۹

۳- دیکھیے دوانی کے معاصر سلاطین

ہاتھ دھو بیٹھیں - اس لیے انھوں نے حکم مان کر خطبہ میں بارہ اماموں کا نام شامل کر لیا اور اذانوں میں اشھد ان علیا ولی اللہ کی عبارت بھی اضافہ کر لی - جاں نثار اور قزلباش سپاہی نماز کے موقعوں پر اور جمعہ کے روز مساجد میں جاتے - اگر کوئی شیعہ تعلیمات کے خلاف بات کہتا تو لوگوں کے سامنے تلوار سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے -[1]

ہر روز ایران کے مختلف علاقوں سے امیر ، بزرگ اور علما (ملا) اہل سنت چھپے چوری ہجرت کر کے درود رستمدار میں پناہ لیتے تھے-[2]

۹۰۸ھ میں شیراز پر تسلط ہو گیا - شاہ اسماعیل خود وہاں گئے اور نئے دستور و قواعد رائج کئے - معلوم ہوتا ہے علامہ دوانی نے فضا خراب پا کر ترک شیراز کا ارادہ کیا -

جلال الدین ۹۰۸ھ میں شیراز سے کازرون جا رہے تھے- راستے میں پل آبگینہ پر سلطان ابو الفتح بایندری کے لشکر میں حاضر ہوئے- تفسیر سورۂ اخلاص پیش کی - تین دن وہاں رہے - آخر اسہال میں مبتلا ہو کر وفات پا گئے - میت دوان لے جا کر مقبرہ شیخ علی میں دفن کی گئی -

احمد زکی پاشا نے سال وفات ۹۱۸ھ ،[3] محمد باقر موسوی اور عباس قمی نے ۹۰۲ھ[4] عبدالقادر العیدروسی[5] اور السخاوی[6] نے ۹۲۸ھ اور شوکانی[7] نے ۹۱۸ھ لکھا ہے لیکن یہ صحیح نہیں - قریب العصر کتاب احسن التواریخ مؤلفہ ۹۸۰ھ میں ۹۰۸ھ کی متوفیات میں جلال الدین دوانی کی وفات کا ذکر کیا گیا ہے - مجالس المومنین میں دن ماہ اور سال بھی درج کیا ہے[8]

۱- شرح جنگہا و تاریخ زندگانی شاہ اسماعیل صفوی، رحیم زادہ صفوی ، تہران ، ۱۳۴۱ ، ص ۱۴۷ - ۱۴۸ -

۲- ایضاً - ص ۱۶۴ -

۳- الموضوعات العلوم العربیۃ و بحث علی رسائل اخوان الصفا ، ۱۳۱۸ھ ، ص ۲۱ ،

۴- روضات الجنات لبیان احوال العلماء والسادات ، محمد باقر ، ۱۳۰۴ھ ، ص ۱۶۲-۱۶۴ ؛ فوائد الرضویہ فی احوال علماء المذھب الجعفریہ عباس قمی ، تہران ، ۱۳۲۷ھ ، ص ۸۱ - ۸۲ ، تتمۃ المنتھی فی و قایع ایام خلفاء ، عباس قمی، تہران، ۱۳۵۹ھ ، ص ۵۸۳ -

۵- نور السافر من اخبار القرن العاشر ، ۱۹۳۴م ، ص ۱۳۳

۶- الضور الامع لاھل القرن التاسع ، قاھرہ، ۱۳۵۴ھ ، ص ۱۳۳ ،

۷- احسن التواریخ ، حسن روملو ، کلکتہ ، ۱۹۳۱م، ص ۷۱ -

۸- مجالس المومنین ، تہران ، ۱۲۹۹ھ ، ص ۳۴۷ ،

"یوم الثانی تاسع شہر ربیع الثانی ٩٠٨ھ"

فرزندان دوان

١- عبدالباری جو ان کی زندگی میں انتقال کر گئے۔

٢- اسعد الدین اسعد جو اپنے زمانے میں فاضل شمار ہوئے (حبیب السیر)

٣- حکیم ابو الفتح دوانی شیرازی - ماں کی جانب سے علامہ دوانی کے بیٹے تھے - مشہور طبیب تھے- غزل و مثنوی میں بھی مہارت رکھتے تھے - (تذکرۂ نصر آبادی)

شاگردان دوانی جلال الدین کے حسب ذیل شاگرد نامور ہوئے:

١- قاضی کمال الدین میر حسین یزدی میبدی - وہ فلسفۂ، منطق، تصوف و عرفان اور علم کلام میں ماہر تھے- ان کی مندرجہ ذیل تالیفات مشہور ہیں:

١- خاتم گیتی نما (فارسی) فلسفہ میں -

٢- شرح کافیہ ابن حاجب

٣- شرح ھدایہ اثیریہ (حکمت و کلام) -

٤- شرح دیوان حضرت علی (فارسی منظوم)

٢- جمال الدین محمود، عبداللہ یزدی اور میرفتح اللہ شیرازی ان کے شاگرد تھے- وہ حاشیہ قدیم و جدید واجد (شرح تجرید قوشجی) اور حواشی شرح تہذیب المنطق پر درس دیتے تھے -

٣- کمال الدین حسن ابہری اردبیلی - انہوں نے استاد کی کتابوں پر شروح و حواشی لکھے -

٤- ارجاسپ امید تہرانی (شاعر) - (تحفہ سامی، پٹنہ، ١٩٣٤، ص ٣٢)

٥- محی لاری (شاعر) . . . . . ص ٩٥)

٦- اھلی شیرازی(شاعر) - (تاریخ ادبیات در ایران، ذبیح اللہ صفا، تہران، ١٣٦٣، ص ٤٤٨، بقول صحف ابراھیم

٧- میر شمس الدین محمد بن السید جعفر - ان کے ھمراہ انموذج العلوم کو سلطان محمود گجراتی کے پاس بھجوایا - (مجالس المومنین)

٨- حکیم شاہ محمد بن حاج مبارک شاہ کریم - (تاریخ نظم و نثر فارسی، سعید نفیسی، ص ٢٧٦)

٩- مصلح الدین محمد انصاری سعدی عبادی لاری (. . ص ٣٥٦)

١٠- حبیب اللہ باغنوی شیرازی معروف بمیرزا جان (. . ص ٣٨٩)

١١- سوالی لاری - (شاعر، خوشنویش، استاد) - . . ص ٦٤٨)

١٢- امیرسیدحسین نصیبی نوربخشی یزدی معروف بہ سعد الحق،، ،، ،، ص ٦٦١)

دوانی کے معاصر علماء

١- میر صدر الدین محمد بن ابراھیم حسنی دشتکی شیرازی (٨٣٨ھ- ٩٠٣ھ) -

سید الحکماء المدققین کے لقب سے مشہور تھے - جلال الدین اور ان کے درمیان علمی مباحث و مناظرے ہوئے - جلال الدین نے شرح تجرید قوشجی پر حاشیہ لکھا - میر صدر الدین نے اس پر اعتراضاً حاشیہ لکھا - جلال الدین نے اس کے جواب میں پہلے سے بہتر حاشیہ لکھا - میر صدر الدین نے دوبارہ انتقاد کرتے ہوئے جلال الدین کے حاشیہ قدیم کے جواب میں حاشیہ قدیم لکھا - جلال الدین نے میر صدر الدین کے حاشیہ قدیم کے رد میں حاشیہ جدید لکھا-میر صدر الدین نے پھر جواب میں حاشیہ جدید لکھا - آخر میں جلال الدین نے صدر الدین کے اعتراضات کے رد میں حاشیہ اجد تالیف کیا -

۲- میر غیاث الدین حضور — میر صدر الدین محمد کے بیٹے تھے - باپ نے ان کے نام پر شیراز میں مدرسہ‌قائم کیا جو مدرسہ منصور یہ کہلاتا تھا - میرغیاث الدین جامع معقول‌ومنقول اور استاد البشر جیسےالقاب سے یاد کیے جاتے تھے - انھوں نے جلال الدین دوانی کے رد میں بہت سی کتابیں لکھیں اور باپ کی حمایت کی - لیکن یہ کتابیں جلال الدین کی وفات کے بعد لکھی گئیں- چند تالیفات کے نام یہ ہیں :

۱- محاکمات میان حواشی جلال الدین و میر صدر الدین محمد بر شرح تجرید
۲- محاکمات ,, ,, ,, ,, بر شرح مطالع
۳- محاکمات میان تعلیقات ,, ,, ,, بر شرح عضدی بر مختصر الاصول
۴- کتاب الرد بر حاشیہ جلال الدین بر شمسیہ
۵- کتاب الرد بر الموذج العلوم جلال الدین
۶- کتاب الرد بر رسالۃ الزوراء جلال الدین
۷- کتاب اخلاق منصوری در قبال کتاب اخلاق جلالی
۸- کتاب الرد بر حاشیہ تہذیب -

۹۳۶ھ میں شاہ طہماسپ صفوی نے میر غیاث کو صدر الصدور ممالک بنایا (فواید الرضویہ) - شیراز واپس آئے اور ۹۴۸ھ میں فوت ہوئے-

۳- قاضی کمال الدین میر حسین یزدی - یزد کے قاضی تھے - دیانت و امانت میں مشہور - جید عالم- ان کی تالیفات یہ ہیں :

شرح دیوان امیر المومنین حضرت علی رض
حواشی بر کافیہ ، ہدایۂ حکمت ، طوالع ، شمسیہ
رسالہ در فن معمی .

۴- سید نعیم الدین نعمت اللہ ثانی - سید نعمت اللہ ولی کی اولاد میں سے تھے - صوفی عالی مرتبت - کرمان میں مدفون ہیں -

۵- خواجہ مولانا اصفہانی - فاضل آدمی تھے - یعقوب مرزا کے احوال و واقعات لکھنے پر مامور تھے - مشرب تسنن میں سخت تھے - نئی حکومت آئی تو سلطان حسین مرزا کے پاس ہرات چلے گئے - بعد میں محمد خان شیبانی کے ملازم ہو گئے - اس کی وفات کے بعد ماوراء النہر میں مقیم ہو گئے - ۹۲۵ھ کو بخارا میں فوت ہوئے -

۶- میر عبدالوحاب - آذربائیجان کے بزرگ سادات میں شمار ہوتے تھے - یعقوب مرزا کے دور حکومت میں شیخ الاسلام تھے - شاہ اسماعیل صفوی کی فتوحات کے بعد وہ تبریز سے ہرات منتقل ہو گئے - خاقان منصور کی وفات کے بعد پھر آذربائیجان آ گئے - ۹۲۱ھ میں سلطان سلیم کے پاس سفیر ہو کر گئے - ۹۳۰ھ تک وہیں مقیم رہے -

۷- شیخ صنع اللہ - صوفی درویش ، پیر طریقت ، مرجع انام - تبریز میں مقیم تھے -

۸- قاضی ضیاء الدین نور اللہ - امیر خان کے دور حکومت میں ہرات میں قاضی تھے - شاعر اور انشا پرداز تھے - ۹۲۷ھ میں فوت ہوئے -

۹- قاضی عبدالرحمن - قاضی نور اللہ کے بھائی تھے - تبریز کے قاضی القضاۃ تھے - ۹۲۹ھ میں فوت ہوئے -

۱۰- قاضی مسیح الدین عیسی ساوہ ای - خواجہ شکر اللہ وزیر کے فرزند تھے - سلطان خلیل (۸۸۲ - ۸۸۴ھ) کے دور حکومت میں صدارت کے منصب پر فائز تھے - امر معروف اور نہی عن المنکر میں تیغ بے نیام تھے - ایک مرتبہ سلطان یعقوب مرزا دربار میں زردوزی کلاہ پہنے ہوئے تھے - انھوں نے مصر و روم کے سفراء کی موجودگی میں وہ ٹوپی اتروا کر دوسری ٹوپی پہنوا دی - قاضی کی بے باکی پر یعقوب مرزا ناراض نہ ہوئے -

۱۱- امام الدین ابو یزید - متبحر عالم تھے - یعقوب مرزا کے دور حکومت میں فوت ہوئے - ہفت اقالیم میں ان کا نام نظام الدین ابو یزید لکھا ہے -

۱۲- شرف الدین علی شیفتگی - مولانا قوام الدین گلباری کے شاگرد تھے - بڑے پارسا عالم تھے - وعظ و موعظت میں وقت گزارتے تھے - ۹۰۷ھ میں جزیرہ ہرموز میں فوت ہوئے۔ ان کی تالیفات حسب ذیل ہیں :

۱- تفسیر آیات احکام قرآنی - ۲- شرح محرر - ۳- شرح ارشاد -
۴- حاشیہ تیسیر ازکتب شافعیہ -

۱۳- حاج محمود نیریز - شیراز کے فضلاء میں شمار ہوتے تھے - میر صدر الدین دشتکی کے شاگرد تھے- ۹۰۳ھ میں فوت ہوئے- انھوں نے بھی جلال الدین کی شروح و خواشی پر تنقید لکھی-

۱۴- عبدالرحمن جامی - (۸۱۷ - ۸۹۸ھ) شاعر ، عالم ، صوفی ، حدیث ، تفسیر ، صرف و نحو اور تصوف پر قابل قدر تالیفات ہیں - سلطان ابو سعید گورگانی ان کا بڑا احترام کرتے تھے - بعد میں سلطان حسین بایقرا اور علیشیر نوائی نے ان کی بڑی قدر و منزلت کی - مختلف موضوعات پر ان کی ۵۰ تالیفات ہوں گی - جلال الدین کے ساتھ ان کے دوستانہ مراسم تھے - ایک خط کے ضمن میں جلال الدین نے جامی کو یہ رباعی لکھی -

تو مرا بہر حدیثی صد ذوق — در گردن من سلسلۂ مہر تو طوق
در دیدۂ من اگرسوادی باقیست — دودیست کہ جمع گشتہ از آتش شوق

۱۵- ملا حسین کاشفی - (م - ۹۱۰ھ) ہرات کے نامور علما میں ان کا شمار ہوتا تھا - تفسیر ، حدیث ، ریاضی ، نجوم اور علوم غریبہ میں ماہر تھے - وزیر علی شیر نوائی کے محبوب دوست تھے - فارسی نثر میں انھیں قدرت حاصل تھی - ان کی تالیفات میں حسب ذیل مشہور ہیں :

مواہب العلیہ (تفسیر) - انوار سہیلی- اخلاق محسنی - روضۃ الشہدا -

۱۶- حکیم پرتوی شیرازی - شاعر توانا - وارستہ مزاج صوفی مشرب - علامہ دوانی نے ان بہت تعریف کی ہے- (تاریخ نظم و نثر سعید نفیسی، ص ۳۶۵)

دوانی کے معاصر سلاطین

۱- سلطان بایزید عثمانی دوم (۸۸۱ - ۹۱۸ھ) جلال الدین نے کتاب اثبات واجب قدیم اس کے نام معنون کر کے بھجوائی اور اس نے پانچ سو فلوری زرناب اور دیگر تحایف قاصد کے ہمراہ ارسال کیے -

براؤن نے لکھا ہے[1] کہ بایزید دوم اور جلال الدین دوانی کے درمیان مراسلات کا تبادلہ ہوا - وہ مکاتبات فریدون بک نے 'منشآت ، میں محفوظ کر لیے ہیں اور صفحات ۳۶۱ سے ۳۶۵ تک درج ہیں لیکن منشآت کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان صفحات پر سلطان سلیم اول (۹۱۸ - ۹۲۶ھ) کے خطوط درج ہیں - ممکن ہے

۱- Literary History of Persia. E.G: Browne, Cambridge, Vol. II, P. 398

انھوں نے کسی اور مطبوعہ نسخے میں دیکھے ہوں - رحیم زادہ صفوی نے ان خطوں میں سے مندرجہ ذیل جملے نقل کیے ہیں جو سلطان بایزید نے جلال الدین دوانی کو مخاطب کر کے لکھے :

''بحسن اعتقاد دربارۂ آن فضایل مآب اعلی اللہ شانہ سمت تضاعف پذیرفت و از رشحات فیض و احسان پادشاہانہ مبلغ پانصد فلوری کہ عزوبہا از سکہ نام نامی ما یافتہ در وجہ انعام آن جنابعالی ارسال رفت..''

جلال الدین نے اس کے جواب میں لکھا : ''ہریک از آنہا فروغ باصرہ را سبب تزاید و تضاعف گشتہ باعث مباہات کلی و موجب مسرات جبلی شد و در مراسم دعاگوئی و لوازم جان سپاری با دل و جان کوشیدہ . .''[1]

دوانی نے ایک مثنوی بھی بایزید کے نام منسوب کی جس کے چند اشعار یہ ہیں -[2]

در تعریف کتاب

دیدم اندر مسارح انظار | عجبی زاخلاف لیل و نہار
آسمانی سفید نورانی | مشتمل بر نجوم ظلمانی
وسط سطح او سراسر خط | خط او جملہ منتہی بنقط

۲- سلطان ابو سعید گورگانی - ابو سعید بن سلطان محمد بن میرانشاہ (۸۵۵ - ۸۷۲ھ) علماء و مشایخ کے سر پرست تھے - حکومت فارس کے دوران میں ممکن ہے جلال الدین سے رابطہ رہا ہو - جلال الدین نے ابو سعید کے قتل پر یہ تاریخ لکھی -[3]

سلطان ابو سعید کہ در فر حرمی
چشم سپہر پیر جوانی چو او ندید
الحق چگونہ کشتہ نگردد کہ گشتہ بود
تاریخ قتل او مقتل سلطان ابو سعید

۳- یوسف بن میرزا جہانشاہ - قرا قوینلو - جہانشاہ قراقوینلو (۸۴۱ - ۸۷۳ھ) کے بیٹے تھے اور باپ کی طرف سے فارس کے حکمران تھے - انھوں نے جلال الدین کو صدارت کا منصب پیش کیا - انھوں نے قبول کیا لیکن کچھ مدت کے بعد استعفاء دے دیا -

۴- سلطان خلیل پسر امیر حسن بیگ (۸۸۳ - ۸۸۴ھ) - اپنے باپ کے زمانۂ حکومت (۸۷۱ - ۸۸۳ھ) میں فارس کا حکمران تھا - یہ بخیل و خسیس شخص تھا -

---

۱- شرح جنگہا و تاریخ زندگانی شاہ اسمعیل صفوی ، رحیم زادہ صفوی ، تہران ، ۱۳۴۱ ، ص ۹۱ - ۹۲)

۲- مجالس النفایس ، نظام الدین علیشیر نوائی، مرتبہ علی اصغر حکمت ، تہران ، ۱۳۲۳ ھش ، ص ۳۰۹.

۳- تحفہ سامی .

امراء اس سے ناراض ہو کر اس کے بھائی یعقوب مرزا حاکم دیار بکر سے جا ملے۔ یعقوب مرزا نے بھائی کے خلاف لشکر کشی کی۔ خلیل مارا گیا۔ جلال الدین نے 'اخلاق جلالی' امیر حسن بیک اور خلیل کے نام منسوب کی۔

۵۔ سلطان یعقوب بایندری (آق قوینلو) - (۸۸۴-۸۹۶ھ) -

اس کے عہد میں شیراز و تبریز میں علم و فضل کے خوب چرچے ہوئے۔ اس نے جلال الدین کا بہت احترام کیا۔ انہیں تبریز میں آنے کی دعوت دی اور انہیں فارس کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔

۶۔ سلطان ابو الفتح بایندری۔ (آق قوینلو)۔ وہ کرمان کا حکمران تھا۔ ۹۰۸ھ میں فارس پر متصرف ہوا۔ وہ چھ مہینے بعد پہاڑ سے گر پڑا اور جان بحق ہوا۔ جلال الدین نے تفسیر سورۂ اخلاص اس کے نام منسوب کی۔

۷۔ سلطان بایسنغر۔ آق قوینلو (۸۹۶-۸۹۷ھ) و سلطان رستم آق قوینلو (۸۹۷-۹۰۳ھ)۔ ان دونوں کے عہد حکومت میں جلال الدین اپنے علمی مشاغل میں مصروف رہے اور درس و بحث کے ساتھ ساتھ انہوں نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

۸۔ سلطان محمود گجراتی۔ محمود شاہ اول (۸۶۳-۹۱۷ھ) -

جلال الدین نے انموذج العلوم لکھ کر میر شمس الدین محمد بن جعفر کے توسط سے سلطان محمود گجراتی کو بھجوائی۔ اس نے ایک ہزار درہم اور تحائف ارسال کیے جو راستے میں دریا میں غرق ہو گئے۔ جلال الدین نے 'رسالہ در تحقیق عدالت' لکھ کر بھیجا اور اس میں ایک ہزار درہم اور تحائف ضائع ہونے کا ذکر کیا سلطان نے دوبارہ ہزار درہم اور تحائف روانہ کیے۔ (مجالس المومنین)

۹۔ سلطان غیاث الدین غیاث شاہ مندوی - (۸۸۰-۹۰۶ھ) -

جلال الدین نے رسالہ خواص الحروف اس کے نام لکھا اور سید جمال الدین نصیر اللہ برادر سید شاہمیر اسلامی کا زرونی (جو سید شمس الدین عریضی یزدی کی اولاد میں سے تھے) کے ہمراہ بھجوایا۔

۱۰۔ قاسم بیگ پر ناک۔ اس نے سلطان احمد آق قوینلو حاکم فارس (۹۰۲-۹۰۳ھ) کے خلاف لشکر کشی کرکے فارس کو اپنے تصرف میں کر لیا۔ جلال الدین کو بھی قید کر لیا اور ان کے مال و اسباب پر قابض ہو گیا۔ آخر قید سے رہائی پا کر وہ ۹۰۵ھ میں لار اور جرون کی طرف چل دیے۔

۱۱- اوزون حسن آق قویلو - (۸۷۱-۸۸۳ھ) بہادر اولوالعزم اور علم و فضل کے قدردان - تبریز دارالسلطنت تھا - جلال الدین نے اخلاق جلالی اس کے نام منسوب کی - رسالہ تہلیلیہ بھی اسی کے نام منسوب ہے -

تالیفات

جلال الدین نے اپنی ہی کتابوں کے حاشیے اور شرحیں لکھی ہیں اور اپنی سابقہ آراء پر تجدید نظر کی ہے مثلاً رسالہ اثبات واجب الوجود قدیم و جدید ، زوراء و شرح زوراء اور حواشی قدیم و جدید -

تعلیمی مراکز اور علمی درس گاہوں میں جلال الدین کی تالیفات محور آموزش رہی ہیں - تذکرۂ عرفات میں لکھا ہے :

''امروز مدار علما و حکما بر درس و بحث حواشی جدید و اجد اوست''

روضات الجنات میں لکھا ہے :

''حاشیہ قدیم (بر شرح تجرید قوشجی) بین طلاب شہرھا مانند خورشید در دائرۂ نصف النہار است''

ولی ہادی سبزواری فلسفی نے اقرار کیا ہے :

''اخذت من کل مذہب صدر المتألہین و المحقق الدوانی شیئا و ترکت شیئا''

علامہ دوانی کی تالیفات کی مکمل فہرست یقینی طور پر مرتب نہیں ہو سکی - جن کتابوں میں ان کی تالیفات کی فہرست درج کی گئی ہے ان کی رو سے تالیفات کی تعداد حسب ذیل ہے :

حبیب السیر	:	۱۰
احسن التواریخ	:	۱۵
ہفت اقلیم	:	۱۱
مجالس المومنین	:	۴۳
لغت نامہ دہخدا	:	۱۸
ریحانۃ الادب	:	۲۹
ہسٹری اوف مسلم فلاسفی	:	۱۲
معجم مطبوعات العربیہ و معربہ	:	۶
تاریخ نظم و نثر در ایران، سعید نفیسی	:	۶۲
بروکلمن	:	۷۰

علی دوانی نے اپنی کتاب شرح زندگی جلال الدین دوانی میں مختلف مآخذ سے موضوعات کے اعتبار سے علامہ دوانی کی تالیفات کی فہرست مرتب کی ہے - ہم نے

جا بجا اس فہرست میں اضافہ کرکے اس کو مکمل کرنے کی کوشش کی ہے - اب تعداد ۹۶ تک پہنچی ہے -

(۱) تفسیر قرآن

۱- تفسیر سورۂ اخلاص - سلطان ابو الفتح بایندری کے نام منسوب (تالیف ۹۰۸ھ) نسخہ خطی کتابخانۂ مرحوم شیخ محمد معصوم سماوی (نجف اشرف) میں موجود ہے - (الذریعہ) -

۲- تفسیر سورۂ حجر - ۹۰۵ھ میں تالیف ہوئی - مؤلف الذریعہ نے ایک نسخہ تہران میں کتابخانۂ شیخ جعفر سلطان العلما میں دیکھا تھا -

۳- تفسیر آیۂ کلوا واشربو ولاتسرفوا (سورۂ اعراف ، آیۂ ۱۹) - بقول مؤلف الذریعہ اس کا نسخہ خطی کتابخانۂ حضرت امام رضا میں موجود ہے - یہ کتاب شمس الدین محمد وزیر سلطان بایسنقر بن شاہرخ مرزا سے منسوب ہے -

۴- تفسیر آیۂ شریفہ یا ایھا الذین آمنوا خذوا زینتکم عند کل مسجد - - - لاتسرفوا یہ کتاب ملا شمس‌الدین محمد بدخشی صدر سلطان بایسنقر کے نام معنون ہے -

۵- رسالہ تہلیلیہ - تفسیر کلمۂ توحید (لا الہ الا اللہ) یہ کتاب سلطان حسن بیگ کے نام منسوب کی - نسخہ خطی کتابخانۂ حسینیہ (نجف اشرف) اور کتابخانۂ حاج میرزا علی شہرستانی (کربلای معلیٰ) میں موجود ہے -

۶- تفسیر اسماء الحسنی -

۷- رسالہ فی معنی ''انا نقطۃ تحت الباء - - -'' قول حضرت علیؓ -

۸- تفسیر قلاقل (جمع قل) سورۃ الکافرون ، اخلاس اور معوذتین کی تفسیر لکھی ہے - (سعید نفیسی ، ص ۲۶۶) -

۹- التوحید فی تشبیہ التسلیہ کشف الحقایق المحمدیہ -

۱۰- حاشیہ علی مسائل الکشاف -

۱۱- حاشیہ علی البیضاوی -

(۲) فلسفہ و حکمت و کلام

۱- اثبات الوجود (قدیم) - یہ کتاب سلطان ابو الفتح بایزید بن سلطان مراد عثمانی کے نام منسوب کی - تالیف ۸۵۷ھ - کشف الظنون میں اس پر جو شروح و حواشی لکھے گئے ، ان کا نام بنام ذکر ہے -

۲- اثبات الوجود (جدید) - یہ رسالہ گیلان میں بعض بزرگ علما کی فرمایش پر لکھا - اس پر بھی شروح و حواشی لکھے گئے ہیں (کشف الظنون اور الذریعہ) بقول مجالس المؤمنین یہ رسالہ لار میں تالیف ہوا -

۳- حاشیہ قدیمہ بر شرح تجرید قوشجی - یہ حاشیہ اختلافی مباحث کا مرکز رہا ہے - اس پر مزید حواشی لکھے گئے - کشف الظنون میں ۱۶ حواشی کا ذکر ہے - یہ رسالہ سلطان خلیل بایندری کے نام منسوب کیا گیا - (مجالس المومنین) -

۴- حاشیہ جدیدہ بر شرح تجرید قوشجی - یہ حاشیہ امیر صدر الدین دشتکی کے اعتراضات کے جواب میں لکھا - اس پر مزید حواشی لکھے گئے - تالیف ۸۸۶ھ -

۵- حاشیہ اجد بر شرح تجرید قوشجی - یہ حاشیہ جدید مؤلفہ امیر صدر الدین دشتکی کے اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا - غیاث الدین منصور پسر صدر الدین دشتکی نے اپنے باپ کی وفات کے بعد اس حاشیہ اجد پر سخت تنقید کی - تالیف ۸۹۷ھ -

۶- شرح عقاید عضدی (یعنی تالیف قاضی عضدالدین ایجی شیرازی) سفر لار کے دوران میں اسے تالیف کیا - اس پر بھی حواشی لکھے گئے - جزیرہ جرون (ہرموز) میں تالیف کیا - (مجالس المومنین) - تالیف ۹۰۵ھ (سعید نفیسی، ص ۲۶۷) -

۷- شرح خطبۂ طوالع در علم کلام (شرح دیباجۂ طوالع الانوار بیضاوی (سعید نفیسی، ص ۲۶۷) -

۸- حاشیہ براوائل کتاب محاکمات (نسخہ خطی کتابخانۂ فاضلیہ میں موجود ہے) -

۹- حاشیہ کتاب حکمت العین -

۱۰- رسالہ زوراء - نجف میں شیخ شرف الدین قتال کی فرمایش پر لکھا - مؤلف حبیب السیر نے (رجال کتاب حبیب السیر، ص ۳۴۳) شیخ مجدالدین محمد کرمانی کا قول نقل کیا ہے کہ یہ رسالہ روضۂ شاہ ولایت کے نزدیک کھڑے ہو کر لکھا گیا، اس لیے اس کا نام زوراء رکھا گیا - ایک تحقیق کے مطابق زوراء کے معنی دجلہ ہے - چونکہ یہ رسالہ اس مقام پر لکھا گیا جو دجلہ سے دور نہیں تھا - اس مناسبت سے اس کا نام زوراء رکھا گیا (دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۹) -

۱۱- حاشیہٴ زوراء (رسالۃ الحوراء والزوراء تالیف ۸۷۲ھ - سعید نفیسی ، ص ۲٦۷) بقول مؤلف مجالس المومنین (ص ۳۴۸) یہ حاشیہ شیخ شرف الدین قتال خادم روضہ علیہ مرتضوی کی فرمایش پر لکھا -

۱۲- حاشیہٴ صغیر - ملا قطب الدین محیوی انصاری نے خطبہٴ کتاب زوراء پر اعتراض کیے تھے - یہ حاشیہ اس کا جواب ہے -

۱۳- حاشیہ بر شرح اشارات -

۱۴- رسالہ در علم النفس (کشف الظنون) - (شرح قصیدہ التائیہ فی احوال النفس از ابو علی بغدادی (سعید نفیسی ، ص ۲٦۷) -

۱۵- رسالہ در تعریف علم کلام جس کا ذکر کتاب مواقف میں ہے - یہ کتاب میر محب اللہ پسر زادۂ امیر نعیم الدین نعمت اللہ کے لیے تالیف کی اور اسے ہندوستان بھیجا - اس کتاب میں جلال الدین نے ان اعتراضات کا جواب دیا ہے جو ملا علی عرانی طوسی نے شارح مواقف شریف پر وارد کیے تھے -

۱٦- شواکل الحور شرح ہیاکل النور از شیخ شہاب الدین مقتول ۵۸۷ھ - یہ کتاب زاویہٴ مظفریہ تبریز میں دیار بکر کو جاتے ہوئے پنجشنبہ ۱۱ شوال ۸۷۲ھ کو مکمل کی -

۱۷- رسالہ در اثبات تکلم خدا (سعید نفیسی ، ص ۹۷۷) -

۱۸- افعال العباد یا خلق الافعال - یہ مختصر سا رسالہ کلمات المحققین کے نام سے ایک مجموعہ شائع ہو چکا ہے -

۱۹- افعال اللہ تعالی - یہ رسالہ ۹۰۳ھ میں تالیف ہوا -

۲۰- خلق الاعمال (الجبر و الاختیار) - یہ کتاب علامہ ملا سعدالدین محمد استر آبادی مقیم کاشان کی فرمایش پر لکھی گئی - کتابخانہٴ حضرت رضا میں علم منطق کے مجموعہ میں موجود ہے -

۲۱- رسالہ در شرح اثبات جوہر الفارق مؤلفہ خواجہ نصیر الدین طوسی در فلسفہ -

۲۲- العشر الجلالیہ - میر غیاث الدین منصور شیرازی نے اس کا جواب لکھا -

۲۳- لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق (اخلاق جلالی) - اس پر محمد ہادی نے حاشیہ لکھا - محمد عبدالغفور نے شرح لکھی -

۲۴- رسالہ نصیریہ در تحقیق معنی نفس الامر -

۲۵- رسالہ فی ایمان فرعون و موسی - (سعید نفیسی ، ص ۲٦۷) -

۲٦- سواد العین - (سعید نفیسی ، ص ۲٦۷) -

۲۷- رسالہ فی اثبات واجب الحاکم لابطال الشیخ فی ابطال القول بالاتحاد الحلول و التناسخ الہ۔

۲۸- رسالہ علی المحاکمات۔

۲۹- رسالہ فی التصورات۔

۳۰- رسالہ فی بیان فرض عین۔

۳۱- رسالۃ الخلخالیہ۔

۳۲- رسالہ فی اثبات الماہیۃ و الہویۃ۔

۳۳- رسالہ تسدید ربقۃ التقلید فی بیان کون من المذاہب الاربعہ علی الہداءالہ۔

۳۴- الحجج الباصرہ فی افہام الطائفۃ الفاجرہ۔

۳۵- من الکلام علی طرائف علم الکلام۔

۳۶- رسالہ فی قولہ "کل کلامہ کاذب"۔

۳۷- تذکرہ و تبصرہ من الحکمۃ۔

۳۸- حاشیہ بر شرح آداب البحث سمرقندی (فہرست نسخ خطی کتابخانۂ ملی، ج ۹، شمارہ ۳۴۰)۔

۳۹- رسالہ جوابیہ (در جواب خطبۂ زوراء) (فہرست نسخ خطی کتابخانہ ملی، ج ۱۰، شمارہ ۳۵۳)۔

۴۰- نور الہدایہ فی اثبات الامامۃ۔

(۳) علم منطق

۱- حاشیہ قدیمہ بر شرح مطالع۔

۲- حاشیہ جدیدہ بر شرح مطالع۔ امیر صدر الدین دشتکی کے حاشیہ قدیمہ و جدیدہ پر اعتراضات کے رد میں لکھا گیا۔ اس کا نام تعویذ المطالع یا حاشیۂ دوم بھی لیا جاتا ہے۔

۳- حاشیہ بر حاشیۂ محقق شریف بر مطالع یعنی ملا علی عران طوسی کے اعتراضات پر میر سید شریف کا جواب لکھا۔

۴- حاشیہ قدیمہ بر شرح شمسیہ۔

۵- حاشیہ جدید بر شرح شمسیہ۔ میر غیاث الدین منصور نے اس پر مزید حاشیہ لکھا۔

۶- حاشیہ دیگر بر حاشیہ محقق شریف بر شرح شمسیہ۔ اس کتاب میں جلال الدین نے محقق شریف پر اعتراضات وارد کیے ہیں۔ (نسخہ خطی کتابخانۂ حضرت رضا)۔

۷- حاشیہ تہذیب المنطق (تفتازانی) - ملا عبداللہ یزدی نے اس پر اپنا مشہور حاشیہ لکھا - اس کے متعلق بہت سے حواشی و شروح لکھے گئے -

۸- المسائل المنطقیہ -

(۴) علم فقہ و اصول و حدیث

۱- شرح اربعین حدیث نوری -

۲- حاشیہ بر انوار فقہ شافعی -

۳- شرح کلمتین شہادتین -

۴- اربعون السلطانیہ -

۵- رسالہ در عدالت - سلطان محمود گجراتی کے لیے تالیف ہوا اور ہندوستان بھیجا گیا -

۶- حاشیہ بر اوائل شرح عضدی بر مختصر الاصول ابن حاجب -

۷- تعلیقہ بر کتاب الانوار العمل الابرار مؤلفہ جمال الدین یوسف بن ابراہیم اردبیلی -

۸- رسالہ در تشبیہاتی کہ در دعای نماز واقع است -

۹- رسالہ فی اصول الحدیث -

۱۰- رسالہ الصلاۃ علی المصطفی افضل الصلوات -

(۵) ہیأت و ہندسہ

۱- شرح سی فصل از خواجہ نصیر الدین طوسی -

۲- حاشیہ بر اوائل شرح چغمینی قاضی زادہ رومی -

۳- شرح تجرید اقلیدس از خواجہ نصیرالدین طوسی تا مقالۂ چہارم - تالیف ۸۸۷ھ -

۴- رسالہ در حل مغلطہ مشہور بجذر اصم (مجالس المومنین)-

(۶) ادب و شعر

۱- رسالۂ عرض نامہ ، سلطان خلیل بایندری کے لشکر گاہ میں بند امیر شیراز کے نواح میں لکھا گیا -

۲- رسالہ در خواص حروف - ریحانۃ الادب، میں اس کا نام، تحفہ روحانی در علم حروف و خواص و اسرار آنہا ، لکھا ہے - یہ رسالہ سلطان غیاث الدین شاہ کے نام منسوب اور جمال الدین نصر اللہ برادر میر سلامی کے ہمراہ اسے بھیجا گیا -

۳- اشکالات الحروف و طبایعها و اعدادها و مایتعلق باعداد الحروف من المسائل الموسومہ بار ثماطیقی (لغت نامہ دھخدا) -

۴- شرح بیت از گلشن راز -

۵- شرح رباعیات خود برای قیصر روم -

۶- رسالہ قلمیہ - ایک بادشاہ کے نام تالیف کیا - اس میں فنون بلاغت اور انواع تشبیہات سے کام لیا -

۷- شرح یک غزل حافظ - مطلع ، در ہمہ دیر مغان نیست چو من شیدای -

۸- شرح بیتی از حافظ : پیر ما گفت خطا بر قلم صنع نرفت - آفرین بر قلم پاک خطا پوشش باد -

(۷) متفرق

۱- انموذج العلوم - اسے سلطان محمود گجراتی کے لیے تالیف کیا - اس میں دس قسم کے علوم پر بحث کی ہے - اس پر بھی حواشی لکھے گئے - میر شمس الدین محمد بن سید جعفر کی وساطت سے بھجوایا -

۲- کتاب بستان القلوب -

۳- رسالہ عشریہ - یہ کتاب مولی بن الموید کے توسط سے سلطان بایزید عثمانی کو بھیجی -

۴- رسالہ صیحہ و صدا -

۵- رسالہ در دیوان مظالم - یہ رسالہ 'لار' کے حکمران ملک علاءالملک کے نام تالیف کیا -

۶- رسالہ فی مسائل من الفنون (کشف الظنون) -

۷- رسالہ در تحقیق معنی خیر و اخیار - میر میران اصفہانی کے نام تالیف کیا - (مجالس المومنین) -

۸- تعریف العلم - (سعید نفیسی ، ص ۲۶۶) -

۹- حواشی بر شرح آداب از شمس الدین محمد بن اشرف حسنی سمرقندی ، تالیف کمال الدین شروانی (سعید نفیسی ، ص ۲۶۶) -

۱۰- رد بر رسالہ در تحقیق محکوم علیہ بودن حرف از ابو اسحق شبانکارہ (سعید نفیسی ، ص ۲۶۷) -

۱۱- رسالہ فی تقسیم العلم -

۱۲- رسالہ متعلقہ تحقیقۃ الصلاح -

۱۳- رسالہ جلالیہ فی مسئلۃ الاجتماع عن ناقدین -

۱۴- التصوف و العرفان (ریحانۃ الادب) -

۱۵- رسالہ فی اعتراضات عشرہ در تعریف مختار بعلم از خطیب زادہ و جواب آن -
(سعید نفیسی ، ص ۲٦۷) -

اشعار دوانی

یہ یقینی ہے کہ علامہ دوانی شعر موزوں کر لیتے تھے - وہ رباعیاں ان کی شاعری کی شاہد عادل ہیں ، جن کی شرح انھوں نے خود لکھی اور وہ کتابی شکل میں الگ موجود ہیں - مجالس المومنین میں ان کی جو غزلیں نقل کی گئی ہیں ان میں انھوں نے دوانی تخلص کیا ہے - ریحانۃ الادب میں لکھا ہے کہ وہ فانی تخلص کرتے تھے لیکن ایسی غزل نقل نہیں کی جس کے مقطع میں فانی تخلص آیا ہو - عقاید تشیع سے متعلق دوانی سے منسوب اشعار و رباعیات مشکوک ہیں - جن کتابوں میں مندرج ہیں وہاں کوئی مأخذ مذکور نہیں- ان کے اپنے رسائل میں مذکور اس قسم کے اشعار الحاقی ہیں - اشعار کے لیے معاصر اور قریب العصر تذکروں اور تاریخوں پر اعتماد کیا جا سکتا ہے - فی الحال ان کے مندرجہ ذیل اشعار دستیاب ہوئے ہیں -

مجالس المومنین ، ص ۳۵۰

روی بنما کہ جہان ظلمت انکار گرفت — صیقلی زن کہ مرا آینہ زنگار گرفت
توئی آن شاہ کہ از کشور حسنت خیلی — ملک جان و دل و دین جملہ بیکبار گرفت
آفتاب ازل از مشرق رویت چو دمد — ہمہ ذرات جہان لمعۂ انوار گرفت
صدق دعوی تو از نور جبینت پیداست — منکر از کوردلی شیوۂ انکار گرفت
چون دوانی بخورد درد غم از کاسۂ چرخ — ہر کہ جامی ز کف ساقی ابرار گرفت

عارفان قد ترا مقسد اعلا دانند — طاق ابروی ترا مسجد اقصی خوانند
تیز بینان جہان خاک سرکوی ترا — توتیای نظر مردم بینا خوانند

قاف دلکش و رخسار دل افروز ترا   اہل عرفان شجر و آتش موسی خوانند
سخن از قد تو گفتم چو دوانی زانرو   سخنانم همه در عالم بالا خوانند

بنور خاطر خود می رویم در ره عشق   چراغ خاطر دون همتان چه نور دهد
اگرچه فیض خدا شامل است یکسان نیست   نه هرجبل که تو بینی صدا چو طور دهد

مجالس النفایس ، علی شیرنوائی ، تہران ، ۱۳۲۳ھ ، ص ۱۴۱
درد خمار دارم و درمان من می است   می ده که می ز بهر مداوا حرام نیست

ص ۳۰۹ - ۳۱۰

من کجا شعر و شاعری کجا   ید بیضا و ساحری کجا

سلطان بایزید کے نام ایک مثنوی منسوب کی ۔ ابتدا کے چند اشعار یہ ہیں :

دیدم مسارح انظار   عجبی ز اختلاف لیل و نہار
آسمانی سفید نورانی   مشتمل بر نجوم ظلمانی
وسط سطح او سراسر خط   خط او جمله منتهی بنقط

خواص الحروف ، نسخہ خطی پنجاب پبلک لائبریری ، شمارہ ۲۹۷ مج ، برگ ۵
سلطان ابو سعید که در فر خسروی   چشم جهان پیر جوانی چو او ندید
قانع نشد بملک خراسان و تخت غور   آمد بسوی ملک عراق از پی مزید
ازانجا عبور کرد و دگر رو بروم کرد   ناگاه روزنامهٔ عمرش بسر رسید
لیکن دراز بود امیدش ولی فلک   زودش به تیغ تیز طناب امل برید
الحق چگونه کشته نگشتی که گشته بود   تاریخ سال ''مقتل سلطان ابو سعید''
پہلا اور آخری شعر تحفۂ سامی میں درج ہے ۔

علامہ دوانی جامع الصفات شخص تھے ۔ سب تذکرہ نگاروں نے متفق القول ہو کر انھیں عالم بے بدل ، محقق مدقق ، بلند مرتبہ معلم ، فلسفی اور متکلم لکھا ہے ۔ ان کی تالیفات سے متنوع موضوعات پر ان کی مہارت اور دانش و

بینش واضح ہے ۔ فلسفه ، علم کلام ، منطق اور اخلاق پر ان کے رسائل و حواشی دینی مدارس میں مقبول رہے ہیں ۔

وہ تصوف و عرفان کے حقایق و امور سے بھی آشنا تھے ۔ الہیات اور تصوف کے موضوعات پر ان کی رباعیات ان کی نظر غائر کا ثبوت ہیں ۔

علی شیر نوائی لکھتے ہیں کہ وہ ولی اللہ تھے ۔ ان سے کرامات بھی ظاہر ہوئیں ۔ خواجہ مقصود کا زرونی کے متعلق ان کی پیشگوئی کہ وہ ایک سال کے بعد فوت ہو جائے گا ، سچی ثابت ہوئی[1] ۔

سلطان یعقوب آخر عمر میں ظلم و تعدی پر اتر آیا تھا ۔ مولانا اس سے ناراض تھے ۔ احتجاج کے طور پر انھوں نے اپنی سفید پگڑی تبدیل کر لی ۔ جب وہ وفات پا گیا تب انھوں نے سفید پگڑی دوبارہ اپنے سر پر رکھی ۔ وہ ظالم حاکم کی موت کے لیے پانچوں نمازوں کے بعد دعا مانگتے تھے ۔[1]

دوانی کا مذہب

۱- سب سے پہلے نور اللہ شستری نے اپنی تالیف مجالس المؤمنین میں جلال الدین دوانی کو شیعہ شمار کیا ہے ۔ بعد میں روضات الجنات ، فوائد الرضویہ ، ریحانۃ الادب اور الذریعہ کے مؤلفین نے انھیں علمائے شیعہ میں لکھا ہے ۔

۲- علی دوانی نے اپنی کتاب 'شرح زندگانی جلال الدین دوانی' کے ساتھ ضمیمہ کے طور پر رسالہ نور الہدایت بھی شائع کیا ہے اور اسے علامہ دوانی کی تصنیف بتایا ہے ۔ اس میں دوانی نے اپنے طرز مشرب میں تبدیلی کی وجوہ بتائی ہیں اور پھر عام شیعی عقاید بیان کیے ہیں ۔ اس رسالہ کی اشاعت کے بعد گویا دوانی کے شیعہ ہونے کا یقینی ثبوت مہیا کر دیا گیا ہے لیکن دیگر شواہد ابھی تک موجود ہیں جن کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ رسالہ جعلی ہے اور دوانی دم واپسیں تک اپنے اصلی عقیدہ پر قائم رہے ۔ چند دلایل حسب ذیل ہیں :

۳- نور اللہ شوستری نے دوانی کی ۳۳ تالیفات کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ''این است مجموع آنچہ از مآثر اقلام خدمت علامی بنظر این مستہام رسیدہ یا

۱- مجالس النفایس ، علی شیر نوائی ، مرتبہ علی اصغر حکمت، تہران ، ۱۳۲۳ ھش ص ۳۰۹ - ۳۱۰ -

از استادان خود کہ تلمذ ایشان بیک واسطہ باو منتهی می شد ، شنیده'' ۔[۱] ان تالیفات میں رسالہ نور الهدایت کا ذکر موجود نہیں ۔

۴۔ نور اللہ شستری نے دوانی کے شیعہ ہونے کے لیے دو گواہیاں پیش کی ہیں :

(الف) ایک صالحہ بڑھیا دوانی کے مکان کے قریب رہتی تھی ۔ ایک دن اس نے روشندان سے جھانک کر دیکھا کہ دوانی نے وضو کرتے ہوئے پاؤں پر مسح کیا ۔

(ب) ایک اور شاگرد نے دیکھا کہ دوانی کے پاؤں پر داغ لگا تھا ۔ اس نے تین دن تک وہ داغ نمایاں دیکھا ۔ اس نے استنباط کیا کہ وہ پاؤں پر مسح کرتے ہیں ۔ اگر وہ پاؤں دھوتے تو پہلے دن ہی وہ داغ دور ہو چکا ہوتا ۔

ظاہر ہے ایسے گمنام اشخاص کی گواہی کوئی شرعاً اہمیت نہیں رکھتی ۔ایسی باتیں تو فرضی اور وضعی شمار ہو سکتی ہیں ۔ اگر نور اللہ شوستری کو رسالہ نور الهدایت کا علم ہوتا تو ان فرضی گواہیوں کی ضرورت نہ پڑتی ۔

۵۔ اہل تشیع کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی خلفائے ثلاثہ سے افضل تھے اور رسول اکرم ؐ کے خلیفۂ اول شمار ہونے کے مستحق تھے ۔ 'نور الهدایت' میں بھی یہی نظریہ پیش کیا گیا ہے اور ثبوت میں ابن عربی کی عبارت پیش کی گئی ہے (ص ۱۵) اور بتایا گیا ہے ۔ چونکہ حضرت علی نے نیابتاً اہل مکہ کے سامنے سورۂ برأۃ کی تلاوت کی اس لیے وہ نائب رسول ہوئے ۔ لیکن آخر میں جو عبارت نقل کی گئی ہے اس سے تو خلافت حضرت ابو بکر کی تصدیق ہوتی ہے ۔ عبارت یہ ہے :

''هذا مما يدلک علی صحة خلافة ابيبکر الصديق و منزلة علی بن ابيطالب''

۶۔ علامہ دوانی ۹۰۸ھ میں فوت ہوئے ۔ شرح عقاید عضدی ۹۰۵ھ میں تالیف ہوئی ۔ اس میں وہ اپنے آپ کو محمد بن اسعد الصديقی لکھتے ہیں اور صحابہ کا نام اہل تسنن کی طرح احترام سے لیتے ہیں مثلاً

احاديث الصحيحة المروية عنه صلی اللہ عليه من اصحابه(رض)[۲]

فرقہ ناجیہ سے متعلق بحث کرتے ہوئے اہل تشیع سے متعلق اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں :

۱۔ مجالس المؤمنین، تہران، ص ۳۴۹ - ۳۵۰

۲۔ شرح عقاید عضدیہ مطبوعہ مکتبة العلویہ ، ۱۲۷۵ھ ، ص ۱۹

''کالشیعة المتبعین لما روی عنه ائمتهم لاعتقادهم العصمة منهم قال ابن المطهر الحلی فی بعض تصانیفه قد باحثنا فی هذالحدیث مع الاستاد نصیر الدین الطوسی فی تعیین المراد من الفرقة الناجیة فاستقر الرای علی انه ینبغی ان یکون تلک الفرقة مخالفة کثیرة ماهی الا الشیعة الامامیة فانهم یخالفون غیرهم من جمیع الفرق مخالفة بینه بخلاف غیر هم من الفرق - کانهم متقابلون فی اکثرهم الاصول ملت الشیعة توافق المعتزلة فی اکثر الاصول''۔۱

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ۹۰۵ھ تک شیعہ نہیں تھے - علی دوانی نے بھی یہی لکھا ہے کہ ''می توان ادعا کرد کہ جلال الدین اصولاً ہنگام تالیف کتاب مذکور (شرح عقاید عضدیہ) ہنوز سنی بود و بعد از تصنیف آن کتاب مستبصر شدہ و کتاب نور الہدایت را نوشتہ است''۔۲

۷- اگر دوانی ۹۰۵ھ کے بعد شیعہ ہو چکے ہوتے تو اس سال کے بعد کی تالیفات میں اپنے اس عقیدے کا اظہار کرتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ ان کی آخری تالیف ''تفسیر سورۂ اخلاص'' ہے جو انھوں نے ۹۰۸ھ میں تالیف کی - یہ تالیف انھوں نے آق قوینلو کے سنی حکمران ناصر السلطنة و الخلافة و الدنیا ابو الفتح عبدالقادر سلطان کے نام منسوب کی اور اس کے اردوگاہ میں حاضر ہو کر پیش کی - اس تالیف کو پیش کرنے کے بعد وہ چند دن میں انتقال کر گئے - اس تفسیر کے آغاز میں وہ ابابکر صدیق سے اپنی نسبت کا ذکر کرتے ہیں - اگر وہ اپنے پہلے عقاید سے منحرف ہو چکے ہوتے تو اس طرح نہ لکھتے - عبارت یہ ہے:

''فہذالتفسیر سورۂ اخلاص علی ما فتح اللہ علی مؤلفه الفقیر الی اللہ الغنی محمد بن اسعد الصدیقی الدوانی''۔۳

۸- نور اللہ شوستری نے حاشیۂ جدید بر شرح تجرید میر صدر الدین محمد شیرازی میں سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کرکے لکھا ہے کہ دوانی ''او را (صدرالدین) بکمال التزام تفضیل ابوبکر بر امیر ملامت و تعزیر نمودہ بر تصحیح اعتقاد او دلالت صریح دارد بلکہ آثار تشیع از لفظ و معنی آن می بارد''۔

''و العجب عن ولد علی کیف یدعی اطباق اهل السنه علی ان جمیع الفضایل التی لعلی حاصلة لابی‌بکر مع زیادة - قال فی ذلک ازراء بجلالة قدر علی علی کما لا یخفی علی ذوالافهام''۔

۱- شرح عقاید عضدیہ مطبوعہ مکتبة العلویہ، ۱۲۷۵ھ، ص ۲۰

۲- شرح زندگی جلال الدین دوانی، ص ۱۸۲

۳- نسخۂ خطی انڈیا آفس لائبریری (عربی)، شمارہ ۱۱۴۵ھ

اس کا ترجمہ یہ ہے :

''اولاد علی سے یہ بات کتنی تعجب انگیز ہے کہ وہ دعویٰ کرے کہ جو فضایل حضرت علیؓ کو حاصل ہیں وہ ابوبکرؓ کو بھی حاصل ہیں بلکہ کچھ زیادہ ہی۔ اس قول سے تو حضرت علی کی جلالت قدر حقیر ہو جاتی ہے جیسا کہ اہل فہم سے مخفی نہیں'' -

اس عبارت سے تو دوانی کے مائل بہ تشیع ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ سب مسلمان حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ کی شان و عظمت کے قائل ہیں - اسی طرح دوانی بھی حضرت علیؓ کے رتبۂ عالی کے قایل ہیں - لیکن اہل تشیع کبھی بھی حضرت ابوبکر کی تعریف نہیں کرتے چہ جائیکہ وہ ان کو حضرت علی پر فضیلت دیں۔ دوانی نے اسی پر تعجب کیا ہے کہ میر صدر الدین اولاد علی میں سے ہوتے ہوئے کس طرح فضایل میں حضرت علی کو ابوبکر کے برابر سمجھتے ہیں بلکہ ابوبکر کو افضل سمجھتے ہیں۔ اس طرح تو ان کے نقطۂ نظر سے حضرت علی کے مرتبۂ فضیلت میں تخفیف ہوتی ہے -

۹- رسالہ نور الہدایت کا طرز نگارش دوانی کی روش سے مختلف ہے - اخلاق جلالی اور شرح رباعیات کی عبارات اس رسالے کے مقابل نہایت عالمانہ ادیبانہ اور محکم ہیں۔ اس میں بعض بیانات ایسے ہیں جو معتقدات دوانی کے متضاد ہیں - مثلاً دوانی کی زبانی کہلوایا ہے -

''میں نے ہر چیز کو عقل پر پرکھنے کا طریقہ اپنایا اور مستبصر ہو گیا اور پہلی منقولات کی روش ترک کر دی''۔ یہ قول ایک فلسفی و متکلم کے لیے بالکل متاسب نہیں۔ دوانی اپنی تحریروں میں اکثر عقل و خرد کی بالا دستی کو مانتے آئے ہیں۔ یہ نہیں کہ شیعی عقاید کو اپنانے کے لیے انھوں نے قانون عقلی کو ترجیح دی۔ وہ نور الہدایت کی تحریر سے پہلے اپنے ایک رسالہ مسمی 'صیحہ و صدا' میں لکھتے ہیں :

''در احکام اعتقادی غالب بہ او حکم عقل باشد و وہم مغلوب و مسخر'' - (ص ۱٦)

۱۰- نور الہدایت میں بعض بیانات بھی غلط ہیں اور بعض تفاسیر آیات بھی غیر مدلل ہیں۔ مثلاً اس میں لکھا ہے کہ ''در صحاح ستہ حدیثی دیدہ'' - ص ۲ -

''العقل - ھو نور یتمیز بہ الحق عن الباطل'' -

تحقیق سے معلوم ہوا کہ صحاح ستہ میں یہ حدیث ان الفاظ میں موجود نہیں۔ دیکھیے :

المعجم المفہرس بالفاظ الحدیث النبوی ، عنوان عقل''۔

مندرجہ ذیل آیت قرآنی کو آیت مباہلہ کہا ہے :

''قل تعالوا ندع ابناء نا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم''۔

اس کی تفسیر میں لکھا ہے :

باتفاق مفسرین مراد از انفسنا حضرت مرتضی علی است چنانچہ مراد از ابناءنا و نسائنا حسنین و فاطمۂ زہراست''۔ (ص ۱۳)

یہ تفسیر کسی طرح بھی مذکورہ حضرات پر منطبق نہیں ہوتی ۔ ان الفاظ کے قائل تو حضرت رسول اکرم ؐ ہیں ۔ اگر وہ نساءنا کہتے ہیں تو ان میں یقینی طور پر بیٹیوں کے علاوہ ازواج مطہرات بھی مراد لی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ نساء تو جمع کا صیغہ ہے وہ صرف حضرت فاطمہؓ پر کیسے منطبق ہو سکتا ہے ۔

۱۱۔ شرح رباعیات کے آخر حضرت علی کی منقبت میں تین رباعیاں درج ہیں ۔ یہ بھی یقیناً الحاقی ہیں ۔ یہ رباعیات دوانی نے جوانی میں لکھی تھیں ۔ کیونکہ اس وقت وہ یقیناً شیعہ نہیں تھے ۔ اگر یہ مانا جائے کہ یہ رباعیاں انھوں نے شرح لکھتے وقت اضافہ کیں تو یہ بات بھی درست معلوم نہیں ہوتی ۔ کیونکہ یہ شرح رباعیات انھوں نے سلطان مملکت عثمانی بایزید ایلدرم (۸۸۱ - ۹۱۸ھ) کے نام منسوب کیں جو اہل تسنن تھے ۔ ظاہر ہے کہ وہ عقیدۂ تشیع کا اظہار کرنے والی رباعیات سنی بادشاہ کی خدمت میں ارسال نہ کرتے ۔ اس لیے ظاہر ہے کہ یہ الحاقی ہیں ۔

تالیفات فارسی

مجالس المؤمنین کی رو سے مندرجہ ذیل تالیفات فارسی میں ہیں :

۱۔ اخلاق جلالی

۲۔ رسالہ تہلیلیہ شرح کلمۂ توحید

۳۔ رسالہ در عرض لشکر

۴۔ رسالہ عدالت

۵۔ رسالہ در معنی خبر و اخبار

۶۔ رسالہ خواص حروف

۷۔ رسالہ در شرح غزل حافظ

۸۔ رسالہ در شرح بیتی از حافظ

۹۔ رسالہ در شرح بیتی از شیخ شبستری

۱۰۔ شرح رباعیات خود

۱۱- رسالہ در دیوان مظالم

۱۲- رسالہ صیحہ و صدا

ان کتب و رسایل میں سے

۱- شرح بیتی از حافظ ، مجلہ ادبیات شیراز ۱۳۴۱ میں شائع ہو چکی ہے -

۲- شرح بیتی از گلشن راز ، مجلہ ادبیات شیراز ۱۳۴۷ میں شائع ہو چکی ہے -

۳- اخلاق جلالی کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہے - ایران و پاکستان و ہند میں -

۴- رسالہ عدالت خاتمۂ سالنامہ پارس ، تہران ، ۱۳۲۴ ش میں شائع ہوا -

تصحیح متون رسائل

متون رسائل کی تصحیح کے لیے مندرجہ ذیل خطی نسخوں سے استفادہ کیا گیا ہے :

(الف) نسخہ خطی پنجاب یونیورسٹی لائبریری، مجموعہ شیرانی ، شمارہ ۶۲۳۳ - خط نسخ - سال کتابت ۹۲۹ھ - یہ قدیم ترین نسخہ ہے جسے بنیاد بنا کر تصحیح کی گئی ہے یہ نسخہ دیمک کی زد میں آ گیا ہے - بعض مقامات میں سوراخ آ گئے ہیں جس کی وجہ سے بعض الفاظ کی تشخیص میں دشواری آتی ہے - بعض جگہ کاتب سہواً جملے کے جملے چھوڑ گیا ہے - اس میں مندرجہ ذیل رسائل موجود ہیں -
دیوان مظالم ، صیحہ و صدا ، تہلیلیہ ، شرح غزل حافظ ، شرح رباعیات
اس نسخے میں تمام رسائل ایک ہی کاتب کے لکھے ہوئے ہیں -

(ب) نسخہ خطی پنجاب پبلک لائبریری ، شمارہ ۲۹۷ مج - اس مجموعے میں مندرجہ ذیل رسائل موجود ہیں :
تہلیلیہ ، شرح غزل حافظ، شرح رباعیات ، خواص الحروف - تہلیلیہ کے سوا باقی خط نسخ میں ہیں - تاریخ کتابت درج نہیں - یہ رسائل بھی ایک ہی کاتب کے مرقوم ہیں -

(م) نسخہ ہائے خطی موزۂ ملی پاکستان ، کراچی - اس میں مندرجہ ذیل رسائل موجود ہیں : تہلیلیہ ، شرح غزل حافظ ، شرح رباعیات - تہلیلیہ کے علاوہ باقی دونوں خط نسخ میں ہیں -

۱- تہلیلیہ

تہلیلیہ کی تصحیح کے لیے مندرجہ ذیل قلمی نسخے زیر نظر رہے ہیں -

(الف) پنجاب یونیورسٹی لائبریری ، مجموعہ شیرانی ، شمارہ ۶۲۳۳ -

(ب) نسخہ خطی پنجاب پبلک لائبریری شمارہ ۲۹۷ مج ۔ اس مجموعہ میں برگ ۶۱ سے ۶۸ تک مرقوم ہے ۔ تقطیع $\frac{1}{2}$ ۲۲ سم × $\frac{1}{2}$ ۱۰ سم۔ ہر صفحے میں ۲۷ سطریں ۔ خط نستعلیق دقیق ۔ نسخہ ا کی کمی یا خامی اس نسخے سے پوری کی گئی ہے ۔ اس نسخے میں کہیں کہیں دھبے پڑ جانے سے الفاظ خراب ہوگئے ہیں اور متن کی صحت میں خلل پڑ گیا ہے ۔

(ج) نسخہ خطی پنجاب یونیورسٹی لائبریری مجموعہ شیرانی شمارہ ۴۶۸۲/۱۶۳۱ خط نستعلیق ۔ کل ۹ ورق ہیں ۔ پہلے ۵ ورق کسی اور کاتب نے لکھے ہیں ۔ آخری ۴ ورق (۸ صفحات) کاتب محمود کے ہاتھ سے تھٹہ میں ۱۰۹۶ھ میں لکھے گئے ہیں ۔ کاتب نے اکثر جگہ نقاط لکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی ۔ اس لیے الفاظ کی تشخیص میں شبہات پیدا ہوتے ہیں ۔ یہ نسخہ مکمل بھی نہیں ۔ ورق ۳ کے بعد کچھ اوراق مفقود ہیں ۔

(م) نسخہ خطی موزۂ ملی پاکستان ، شمارہ M ۵۲۸/۱۳۳ ۔ کل ۱۷ صفحات ہیں ۔ تقطیع $\frac{1}{2}$ ۱۹ × ۱۲ سم ہے۔ خط تعلیق شکستہ آمیز ۔ سطریں نہ عمودی ہیں نہ متوازی بلکہ ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک ٹیڑھی ۔ پانی کے دھبے لگ جانے سے الفاظ مدھم پڑ گئے ہیں ۔ اس کا متن بھی نسخہ ا و ب کے مقابل میں کامل نہیں اس سے بھی کہیں کہیں الفاظ کی تعیین میں مدد ملی ہے۔

۲۔ خواص الحروف

اس رسالے کا صرف ایک ہی نسخہ خطی دستیاب ہوا ہے جو پنجاب پبلک لائبریری میں مجموعہ رسائل شمارہ ۲۹۷ مج میں برگ ۴۴ سے ۵۱ تک مرقوم ہے ۔ تقطیع ۲۱ × ۱۰ سم ہے ۔ خط نسخ ۔ صفحے میں ۲۶ سطریں ۔ پانی کے دھبے پڑ جانے سے بعض الفاظ مخدوش ہوگئے ہیں ۔ صفحات ۵۰ ب اور ۵۱ کا تقریبا آدھا حصہ مفقود ہے اس لیے صرف باقی ماندہ حصہ نقل کیا ہے ۔

۳۔ شرح غزل حافظ

اس رسالے کی تصحیح کے لیے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے نسخہ ا شمارہ ۶۲۳۳ پنجاب پبلک لائبریری کے نسخہ ب شمارہ ۲۹۷ مج اور قومی عجائب گھر نسخہ خطی شمارہ NM ۱۹۶۸ - ۱۵۹/۱ سے استفادہ کیا گیا ہے ۔ یہ رسالہ صفحہ

۳ سے ۲۷ تک مرقوم ہے - خط نسخ - تاریخ کتابت ۱۰۰۵ھ - نسخہ کرم خوردہ ہے - بعض جگہ سے کاغذ چسپاں کرکے مرمت کی گئی ہے -

۴- شرح رباعیات

اس کے متن کی تصحیح کے لیے نسخہ ا ، ب اور م کو مدنظر رکھا گیا ہے - نسخہ م کی تفصیل یہ ہے - شمارہ ۱۸۳ - ۱۹۶۲ NM - اس مجموعے میں ۱۶ سے ۳۸ تک مرقوم ہے - خط نسخ - کتابت قرن دہم - تاریخ کتابت کے لحاظ سے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کا نسخہ قدیم ترین ہے - باقی دونوں نسخوں میں یہی قدیم ہیں - تینوں نسخے خط نسخ میں ہیں - نسخہ ا میں کئی مقامات پر کاتب سے سہواً عبارتیں نقل کرنے سے رہ گئی ہیں - یہ کمی دوسرے نسخوں کے توسط سے پوری کی گئی ہے - دوسرے نسخوں میں کئی عبارتیں زاید پائی گئیں - لیکن نسخہ ا کو ہی معتبر قرار دیا گیا - پاورقی میں زاید عبارتوں کی نشاندہی کی گئی ہے -

۵- رسالہ صیحہ و صدا

اس رسالے کی تصحیح میں نسخہ ا اور نسخہ ب سامنے رہے ہیں - یہ رسالہ مختصر بھی تھا - دونوں کے تقابل سے تصحیح میں دقت پیش نہیں آئی -

۶- دیوان مظالم

اس مختصر رسالے کا ایک ہی نسخہ میسر آیا ہے - چونکہ مطالب واضح تھے اس لیے سمجھنے میں دشواری پیش نہیں آئی -

رسائل کی تصحیح میں جہاں متخالف و متبادل کلمات نظر آئے ہیں ان کو پاورقی میں درج کر دیا ہے - رجال ، کتب و امکنہ پر مختصر حواشی لکھے ہیں - مشکل الفاظ کے معانی بھی دیے ہیں تاکہ مطالب سمجھنے میں قاری کو سہولت ہو - قرآنی آیات و احادیث کی بھی تعیین کر دی گئی ہے -

رسائل کا تعارف

(۱)

دیوان مظالم یا رسالہ فی تحقیق احکام السیاسی

یہ رسالہ احکام السلطانیہ مؤلفہ ابو الحسن ماوردی اور دوسری کتابوں سے اخذ و استنباط کرکے ترتیب دیا گیا ہے - اس کا مقصد مظلوموں کی داد رسی اور ظالموں کے جور و تعدی سے بچاؤ ہے- تاکہ ان مقدمات کا حل جو چھوٹی عدالتوں میں

معطل رہتے ہیں ، بڑے حاکم عادل (دیوان مظالم) کے سامنے ہو سکے ۔ انبیاء نے مظلوموں کی داد رسی کی ۔ حضرت سلیمان اور حضرت یوسف کے واقعات میں حق منکشف ہوا ۔ رسول خدا صلعم نے مظلوم کی فریاد رسی کی ۔ سلاطین امیہ میں سے عبدالملک بن مروان اور عمر بن عبدالعزیز نے، خلفائے عباسی میں سے ہارون ، مامون ، ہادی و مہدی نے جید علما کو دیوان مظالم کا منصب عطا کیا ۔ دوانی کے اپنے زمانے میں حسن بیگ بہادر اور یعقوب بیگ نے دیوان مظالم قائم کیا ۔

اس رسالے میں بتایا گیا ہے کہ دس ایسے امور ہیں جن کے متعلق دیوان مظالم کو تحقیق کرکے مقدمات کے فیصلے کرنے چاہییں ۔ اس کے بعد دس ایسی صفات بتائی ہیں جو حاکم دیوان میں ہونی لازم ہیں ۔ بعد میں معاملات کی تحقیق کے لیے رہنما اصول بتائے ہیں ۔ گواہوں کی تحقیق ، خط کی شناخت ، مجرموں سے سچی بات اگلوانے کی ترکیب بتائی ہے ۔ آخر میں دو مقدمات کی تحقیق اور صحیح فیصلے کی روئداد لکھی ہے ۔ اور حاکم کو تنبیہ کی ہے ۔

(۲)

رسالہ صیحہ و صدا

یہ رسالہ تمہید اور چار صیحہ پر مشتمل ہے ۔ صیحہ سے مراد دل کی آواز و فریاد ہے یعنی چند حقایق بیان کرنے کے لیے مصنف کے دل سے یہ اسرار کھلے ہیں ۔ دنیا اضداد کا مجموعہ ہے ۔ عالم جسمانی و روحانی کا مرقع ۔ انسان عالم صغیر ہے لیکن متضاد صفات کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے عالم اکبر کہلاتا ہے ۔ تمام آثار کا خالق وہی ایک خدا ہے ۔ اس میں تمام صفات کمالی ہیں اور کوئی نقص نہیں ۔ لیکن متقابل صفات کے بغیر صفات کمال وجود میں نہیں آتیں ۔ یہ صفات متضاد آزاد موجود ہیں مثلاً جلال و جمال ۔ جلال میں اخفا ہے ۔ جمال میں ظہور ۔ خدا نے نور و ظلمت ۔ لطیف و کثیف ۔ فوق و تحت صفات بنائیں اور حکمت الہی نے بعض میں منفعت اور بعض میں مضرت کا پہلو رکھا ہے جیسے آگ اور پانی میں ۔ ان کی تخلیق خیر کثیر ہے ۔ خدا شر سے منزہ ہے ۔ غلبہ ہمیشہ اکمل کو ہوتا ہے ۔

انسان کون و مکان کا حاصل ہے ۔ اس لیے اسمائے الہی کا عکس اس پر پڑا ہے ۔ انسان تمام موجودات کی حقیقت کو جان سکتا ہے ۔ انسان کے اندر ذہنی اور خارجی صفات موجود ہونے کی وجہ سے اسے عالم کبیر بھی کہتے ہیں ۔ چونکہ وہ کل کا جزو اعظم ہے ۔ وہ متقابلہ صفات کا مجموعہ ہے ۔ اس کے مادۂ ترکیب میں روح لطیف اور بدن کثیف موجود ہے ۔ اس میں عقل نظری اور عقل عملی ہے ۔ اس کے مدرکات میں ایک طرف روحانی ہے دوسری طرف جسمانی ۔ اس کے ادراکات

میں تضاد و تقابل ہے - وہ وہم و خیال سے محفوظ نہیں رہ سکتا - اس لیے شہوانی اور غضبانی رجحانات بھی پیدا ہوتے ہیں - گویا یہ ملکی و شیطانی اوصاف ہیں - یہ صفات متقابلہٴ الٰہی کی صدائے تخالف ہیں - پس جس انسان میں صفات خداوندی کا غلبہ ہوگا وہم و خیال اس کا مغلوب ہوگا -

رسول خدا صلعم صفات خداوندی ہیں - وہ نبوت میں افضل ہیں - مقصود کائنات ہیں - وہ طبیب روحانی ہیں - ان کی اطاعت سے انسان امراض روحانی سے خلاصی پاتا ہے -

(۳)

رسالہ تہلیلیہ (در تحقیق معنی کلمہٴ توحید)

یہ رسالہ دو مقام اور دو موقف پر مشتمل ہے - مقام اول میں علم رسمی پر بحث ہے- موقف اول میں لا الہ الا اللہ کے لغوی معانی پر بحث کی ہے- اس کے بعد کلمہٴ توحید کے مطالب و معانی کو مختلف نقطہٴ نظر سے بیان کیا ہے - اس موقف کے آخر میں یہ بھی بتایا ہے کہ محمد رسول اللہ پر یقین رکھے بغیر مسلمان کا ایمان کامل نہیں ہوتا - موقف دوم میں عقلی مباحث کا التزام کیا ہے - اس موقف کو تین ذیلی مسالک میں تقسیم کیا ہے- مسلک اول میں متکلمین کے نقطہٴ نظر سے خدا کی وحدانیت پر بحث کی ہے - مسلک دوم میں حکمائے مشائین کے نقطہٴ نظر کو پیش کیا ہے - مسلک سوم میں اشراقی حکما کے اقوال و عقاید کی رو سے توحید خداوندی کی تشریح کی ہے -

مقام دوم میں بعض حقایق شہودی سے بحث کی ہے - اس میں بھی دو موقف ہیں - اول میں توحید کے تین مراتب کی تشریح کی ہے - موقف دوم میں الفاظ کے لطایف کی تفصیل بتائی ہے اور مختلف مراتب بتا کر کئی نکات کی مدد سے معانی کو اجاگر کیا ہے -

(۴)

رسالہ در خواص حروف

علامہ دوانی نے یہ رسالہ سلطان غیاث اللہ شاہ بنگالہ کے نام معنون کیا ہے - اور اسے نصر اللہ کی وساطت سے ایک تحفہ روحانی کے طور پر ارسال کیا - یہ رسالہ مقدمہ ، چند فصلوں اور خاتمہ پر مشتمل ہے - دوانی نے تمہید میں بتایا ہے کہ علم حروف حضرت سلیمان سے مروی ہے اور فیثا غورث نے ان سے حاصل کیا - پھر دوسرے حکما فلاطون اور ارسطاطالیس کے توسط سے اس کی نشر و اشاعت ہوئی -

نبی اکرم کے زمانے سے حضرت علی کی روایت سے امام جعفر تک پہنچا ۔ اور علم جعفر کے نام سے معروف ہوا ۔ اس کے بعد محی الدین ابن عربی ، سعد الدین حموی ، ابو الحسن شاذلی اور دوسرے مشایخ تک پہنچا ۔ زمانۂ قریب میں سید حسین اخلاطی اس علم کے اصول و فروع کے متخصص تھے ۔ ایک فصل میں حروف کے مضامین اور ان کی تقسیم سے بحث کی ہے ۔ ابجد کے ۲۸ حروف چاند کی ۲۸ منازل سے منسوب ہیں ۔ ۱۴ ظاہری منازل سے منسوب ہیں اور وہ ۱۴ منقوط حروف ہیں ۔ ۱۴ خفی منازل سے منسوب ہیں اور وہ ۱۴ غیر منقوط حروف ہیں ۔ ہر حرف ایک ستارے سے متعلق ہے اور جب چاند ایک خاص برج میں مخصوص درجے میں داخل ہوتا ہے تو اس کی مختلف تاثیر ہوتی ہے ۔ ایک جدول کے ذریعے بتایا ہے کہ ہر برج سے دو دو تین تین حروف وابستہ ہیں ۔ اس کے بعد عناصر کے نقطۂ نظر سے حروف ناری، حروف ہوائی، حروف مائی اور حروف ارضی کی تفصیل بتائی ہے۔ پھر ایک ایک حرف کی تاثیر کا ذکر کرکے بتایا ہے کہ مقررہ تعداد میں لکھ کر اسے دھونی دو۔ دوسری فصل میں حروف کی مدد سے وقایع و حوادث کی پیشگوئی پر بحث کی ہے اور بعض تاریخی واقعات کی مثالیں دی ہیں۔ تیسری فصل میں امام رضا اور نجم الدین کبری کے حوالے سے واقعات بیان کیے ہیں۔ خاتمہ میں بتایا ہے کہ یہ علم صرف عالم و عالمیان کے لیے استعمال ہونا چاہیے ۔

(۵)

شرح غزل حافظ

اس رسالے میں حافظ کی اس غزل کی تشریح و توضیح پیش کی گئی ہے جس کا مطلع یہ ہے :

در همه دیر مغان نیست چو من شیدائی
خرقه جای گرو باده و دفتر جائی

دوانی نے پہلے تمہید میں تصوف کے بعض بنیادی مضامین کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ پھر ایک ایک شعر کی تشریح کی ہے۔ سب اشعار کے معانی و مطالب تصوف کی روشنی میں بیان کیے ہیں ۔ بادہ ۔ میکدہ ۔ پیر مغان ۔ جام وغیرہ کے مجازی و اصطلاحی معانی بتائے ہیں ۔ ضمناً خود اپنے اور دوسرے شعرا کے فارسی و عربی اشعار بھی وضاحت کے لیے لائے گئے ہیں ۔ عرفا کے رسائل سے عربی عبارات بھی پیش کی ہیں ۔ اسلوب بیان عالمانہ اور فلسفیانہ ہے ۔ اس لیے بعض جگہ مطالب دقیق ہو گئے ہیں ۔ مؤلف فارسی لکھتے لکھتے عربی عبارت لکھنا شروع کر دیتے ہیں ۔

(٦)

شرح رباعیات خود

اس رسالے میں ۳۴ رباعیات ہیں جن کی تشریح و توضیح کی گئی ہے - آخر میں تین رباعیاں حضرت علیؓ کی منقبت میں اضافہ کی گئی ہیں - ان کے متعلق یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ مولانا دوانی کی خود تصنیف ہیں کیونکہ وہ رباعی جس میں محمد و اسلام اور علی و ایمان کے اعداد یکساں بتائے گئے ہیں ، تشیع پر عقیدہ رکھنے والا شخص ہی کہہ سکتا ہے - اس رسالے کی تمام رباعیاں بقول خود مصنف جوانی میں لکھی گئی ہیں ، اور یہ یقینی ہے کہ وہ جوانی میں مائل بہ تشیع نہیں تھے - ان رباعیوں کی شرح بعد میں لکھی گئی اور سلطان بایزید ایلدرم بادشاہ مملکت عثمانی (۸۸۱-۹۱۸ھ) کے نام منسوب کی گئی جو اہل تسنن تھے - اس لیے یہ ممکن نہیں کہ حضرت علی کی مدح میں یہ رباعیاں لکھ کر ارسال کی ہوں - اغلب یہی ہے کہ یہ رباعیاں الحاقی ہیں -

دوانی کے اپنے بیان کے مطابق یہ رباعیات ''حقایق وجدانی اور معارف ربانی' پر مشتمل ہیں - چنانچہ ان میں فلسفہ و حکمت - الٰہیات اور معتزلہ و اشاعرہ کے مروجہ مباحث کا ذکر آ گیا ہے - شارح نے مختلف مسائل پر دوسروں کی آراء نقل کرکے اپنا محاکمہ بھی پیش کیا ہے - چنانچہ اس شرح کے مطالعہ سے دوانی کے فکر و نظر پر روشنی پڑتی ہے - ان رباعیات میں مندرجہ ذیل موضوعات زیر بحث آئے ہیں -

۱- واجب الوجود اور ممکن الوجود -

۲- ممکنات حق کا عکس ہیں -

۳- فہم حق مدارک عقول سے بالاتر ہے -

۴- اعیان ثابتہ کی تفصیل -

۵- مراتب توحید -

۶- صفات حق تعالیٰ -

۷- قدم وحدوث -

۸- قلب و عشق انسانی -

۹- وجود العالم -

۱۰- حقایق الہیہ -

۱۱- تقلید -

۱۲- معرفت نفس اور ترک علائق ۔

۱۳- تحصیل علوم رسمیہ ۔

۱۴- تفاوت موجودات ۔

۱۵- صفات انسانی عکس صفات حق ۔

۱۶- علم الہی اور کلام الہی ۔

(متن اگلے شمارے میں)